شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کے مخطوطات

خدابخش لائبریری میں

سلیم الدین احمد ———— اسسٹنٹ لائبریرین، خدابخش لائبریری پٹنہ

خدابخش لائبریری پٹنہ (بہار) سے " خدابخش لائبریری جرنل" کے نام سے ایک علمی و تحقیقی سہ ماہی مجلہ ڈاکٹر عابد رضا بیدار کی ادارت میں شائع ہوتا ہے اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے ہر شمارے میں مطبوعہ و غیر مطبوعہ علمی نوادر شائع ہوتے ہیں۔ مخطوطات کے موضوع پر تو اس کا کارنامہ اتنا عظیم الشان ہے کہ ہندوستان اور پاکستان میں کوئی علمی ادارہ یا مجلہ اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کرسکا۔ اس سلسلے کا ایک تحقیقی کام خدابخش لائبریری کے اسسٹنٹ لائبریرین جناب سلیم الدین احمد صاحب نے انجام دیا ہے یہ کام اسی لائبریری میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے مخطوطات کے بارے میں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے جتنے مخطوطات اسی لائبریری میں ہیں۔ ہندوستان پاکستان کی کسی لائبریری میں نہیں۔

سلیم الدین احمد صاحب نے اس مقالے میں ۲۳ مخطوطات کا تعارف کرایا ہے ان میں سے پندرہ مخطوطات کا لائبریری میں ایک نسخہ ہے، پانچ مخطوطات کے دو دو نسخے ہیں ایک مخطوطے کے تین نسخے اور ایک مخطوطے کے چھ نسخے ہیں ان مخطوطات میں سے چھ مخطوطات کے بارے میں سلیم الدین احمد نے بتایا ہے کہ ان کے نسخے سعیدیہ لائبریری ٹونک، آصفیہ لائبریری حیدرآباد دکن، بوہار نیشنل لائبریری کلکتہ وغیرہ میں ہیں۔ انھوں نے ہر مخطوطے کے خصائص پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

ان مخطوطات میں سے بیشتر زیور طبع سے آراستہ ہو کر شہرت پاچکے ہیں لیکن ابھی بعض مخطوطات ایسے موجود ہیں جو طبع نہیں ہوئے۔

قارئین "الولی" کے لیے یہ ایک مقالہ ایک تحفہ ہے جو خدابخش لائبریری جرنل پٹنہ کے شکریے کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔

(ڈاکٹر) ابو سلمان شاہجہان پوری

شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کی تصنیفات اسلامی علوم کی تقریباً سبھی شاخوں کو محیط ہے۔ مثلاً: قرآن کا ترجمہ و تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، عقائد، تصوف، تذکرہ، نیز مذہبی اور سیاسی مکتوبات وغیرہ۔ آپ کے تصنیفات میں سے ایک تعداد ان کتابوں کی ہے جو طبع ہو چکی ہیں۔ اور عام شہرت کی حامل ہیں۔ ایک تعداد وہ ہے جو مخطوطات کی شکل میں کہیں کہیں پائی جاتی ہیں اور طباعت اور اشاعت کی محتاج ہیں اور ایک تعداد ایسی بھی ہے جن کے صرف ناموں ہی کا حوالہ ہمیں ملتا ہے اس پس منظر میں شاہ صاحب کی تصنیفات کی صحیح تعداد کا تعین مشکل ہے۔

شاہ صاحب کے قدیم تذکرہ نگار، رحیم بخش دہلوی نے شاہ صاحب کی ۶۴ تصنیفات کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے: "شاہ صاحب کی تصنیفات کثرت سے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ باوجود تحقیقات کے چند مشہور کتابوں کے علاوہ اور کسی کا پتہ نہیں چلتا[۵۱]" اور یہ کہ انھوں نے "صرف انھیں کتابوں کا ذکر کیا ہے جو مطبوع ہوکر شرق سے غرب تک نہایت وقعت کے ساتھ مشہور ہو چکی ہیں[۵۲]"۔ لیکن ان کی مذکورہ ان مطبوعہ کتابوں میں سے ایک تعداد ایسی ہے جو بالکل نایاب ہے ان کا کہیں حوالہ نہیں ملتا۔

ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی شاہ صاحب پر اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ "چند مصنفین ان کی تصنیفات کی تعداد دو سو (۲۰۰) سے زائد بتلاتے ہیں۔ ۔ ۔ مشہور و معروف کتابوں کی تعداد تقریباً ستر ہے۔ لیکن ان میں سے نصف محض چار یا پانچ صفحات پر مشتمل مختصر رسالے ہیں[۵۳]"۔ لیکن ڈاکٹر رضوی نے مشہور و معروف ستر (۷۰) تصنیفات میں سے صرف اکتالیس (۴۱) تصنیفات (مکتوبات کو چھوڑ کر) کا ہی حوالہ دیا ہے۔ جس

۵۱ رحیم بخش دہلوی، حیات ولی ص ۲۹۶؛ سرکیس نے معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ میں آپ کی تاریخ وفات ۱۱۷۶ھ ہی دی ہے لیکن کتاب المقاسیات کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔ حدیقۃ الاولیا مؤلفہ مفتی محمد غلام سرور (نولکشور) ص ۱۰۸ اور ہدایۃ العارفین جلد ۱ ص ۱۷۷ میں ۱۱۸۰ھ ہی سال وفات دیا گیا ہے لیکن مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب "تذکرہ شاہ ولی اللہ" ص ۲۷۸ میں زیادہ صحیح قول شاہ عبدالعزیز کا نقل کیا ہے کہ آپ کی تاریخ وفات "او بود [illegible] عظم دین" سے نکلتی ہے یعنی ۱۱۷۶ھ۔ خدابخش لائبریری کے توضیحی کیٹلاگ ج ۲۴ ص ۲۱-۲۲ میں تاریخ وفات ۱۱۷۴ھ درج ہے جو ظاہر ہے غلط ہے۔

۵۲ حیات ولی ص ۲۹۵ - حیات ولی ص ۳۱۷۔

۵۳ ڈاکٹر اطہر عباس رضوی: شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا عہد (انگریزی)؛ معرفت پبلشنگ ہاؤس آسٹریلیا ص ۲۰۔

میں یہ صراحت بھی نہیں ملتی کہ ان میں سے کون کون سی تصنیفات طبع ہو چکی ہیں ۔ مولانا منظور نعمانی نے شاہ صاحب پر اپنے مختصر مگر جامع مقالہ میں شاہ صاحب کی چوالیس[۴۴] تصنیفات کا حوالہ دیا ہے[۱] جن میں ۴۳ کے بارے میں یہ صراحت بھی کر دی ہے کہ یہ طبع ہو چکی ہیں ۔ حکیم محمود احمد برکاتی نے شاہ صاحب پر اپنی تصنیف میں مطبع کے نام اور سن طباعت کی تفصیل کے ساتھ ایسی چوالیس[۴۴] کتابوں کا حوالہ دیا ہے ، جو طبع ہو چکی ہیں ۔ اور مزید ایسی سترہ[۱۷] کتابوں کا حوالہ دیا ہے جو اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی ہیں ۔ جن میں سے تیرہ[۱۳] کے بارے میں انھوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ان کتابوں کے صرف نام ہی معلوم ہیں ۔ یہ نہ صرف یہ کہ طبع نہیں ہوئی ہیں ، بلکہ یہ تک معلوم نہیں کہ یہ مخطوطات کی شکل میں کہاں کہاں پائی جاتی ہیں[۲] ڈاکٹر مظہر بقا صاحب نے شاہ صاحب پر اپنی تصنیف میں شاہ صاحب کی کل تصانیف کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کی ستر تصنیفات کا حوالہ دیا ہے ، جن میں سے چوالیس[۴۴] کتابوں کے بارے میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ طبع ہو چکی ہیں[۳] ۔ اس مقالے میں شاہ صاحب کی صرف ان تحریروں کا تذکرہ مقصود ہے جو مخطوطات کی شکل میں خدابخش لائبریری میں محفوظ ہیں ۔

۱۔ روایت حدیث کی سندیں شاہ صاحب کی اپنی تحریریں : خدابخش لائبریری میں شاہ صاحب کی طرف سے دی گئی روایت حدیث کی ایسی دو سندیں محفوظ ہیں ، جو شاہ صاحب کی اپنی تحریریں ان کے دستخط کے ساتھ ہیں ۔ ایک سند بخاری کے ایک ایسے نسخے کے اخیر میں دی گئی ہے ۔ جس کی کتابت جامع مسجد دہلی میں آپ کے زیر نگرانی انجام پائی اور جس کی تصحیح بھی آپ نے کی تھی ۔ روایت حدیث کی یہ سند مرقومہ ۱۱۵۹ھ ۔ آپ نے اپنے شاگرد شیخ محمد بن شیخ پیر محمد بن شیخ ابو الفتح العمری البلجرامی ثم الاللہ آبادی کو دی ہے ۔ جو بخاری کے اس نسخے کے کاتب بھی ہیں ۔ اس سند کے آخیر میں شاہ رفیع الدین کا ایک نوٹ بھی ہے جو اس طرح ہے ۔

"ایں خط والد بزرگوار است بی شبہہ ، کتبہ الحقیر شاہ رفیع الدین" اس سند کا عکس الخیر الکثیر مطبوعہ ڈابھیل کے آغاز میں شائع ہو گیا ہے[۴] ۔

۱۔ الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر ص ۸۸ ۔ ۳۸۵ ۲۔ حکیم محمود احمد برکاتی : شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۷۶ ۔ ۳۔ ڈاکٹر مظہر بقا اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۶۵ ۔ ۸۵ ۴۔ محمود احمد برکاتی : شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۴۹ ۔

دوسری سند مرقومہ ۱۱۶۰ھ ایک رسالہ "الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین" کے اخیر میں شاہ صاحب نے اپنے شاگرد شیخ محمد کو دی ہے یہ بھی شاہ صاحب کی اپنی تحریر میں ہے جس کا متن اس طرح ہے:

"الحمد لله قد قرأ علی هذه الرسالة کلها صاحب النسخة اخونا الصالح الشیخ محمد احسن الله تعالیٰ واصلح حاله فاجزت له روایتها عن علی ان منها بعض شیء من الخلل فی ضبط الاسماء لاسیما فی اسماء المغاربة. کتب هذه السطور مولفها الفقیر ولی الله عفی الله عنه. فی اوائل محرم ۱۱۶۰ء آخر ساعة من یوم الجمعة"

۲۔ **الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین**: یہ ایک اہم رسالہ ہے جس کی کتابت نہ صرف یہ کہ شاہ صاحب کی زندگی ہی میں ہوئی بلکہ شاہ صاحب سے اس کی تصحیح بھی فرمائی اور اس کے اخیر میں رسالہ کے کاتب کو روایت حدیث کی سند بھی مرحمت فرمائی اس رسالہ میں جو ۱۹ اوراق پر مشتمل ہے اور خط نستعلیق میں ہے۔ حدیث مسلسل کو جمع کیا گیا ہے مشتملات اس طرح ہیں:

"الحدیث المسلسل بالاولیة، الحدیث المسلسل بقراءة سورة الصف الحدیث المسلسل بقول ان اصدق نقل، الحدیث المسلسل بالمصافحة الحدیث المسلسل بالحفاظ المتعینین فی علم الحدیث، الحدیث المسلسل بالفقهاء الحنفیه، الحدیث المسلسل بالفقهاء الشافعیه الحدیث المسلسل بالفقهاء المالکیه، الحدیث المسلسل بالفقهاء الحنابله. الحدیث المسلسل بالاشاعرة. الحدیث المسلسل بالمکیین، الحدیث المسلسل بالمشارقه الحدیث المسلسل بالمغاربه: احادیث مسلسله بائمه اهل البیت۔ احادیث مسلسله بالآباء، اربعون حدیثا مسلسلا بالاشراف، احادیث مسلسله بالمحدثین، الحدیث المسلسل بالحسن، احادیث مسلسله بحرف العین فی اول اسم کل راو، الحدیث المسلسل بالقراء الحدیث المسلسل بالشعراء، الحدیث المسلسل بیوم العید، حدیث مسلسل بسبحة

کل داو الی شیی من بلد او قبیلہ"۔ یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوسکا ہے۔[۱]

۳۔ **فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن**: فارسی زبان میں قرآن مجید کا یہ آسان ترجمہ دو جلدوں میں ہے پہلی جلد میں آغاز قرآن سے سورہ مریم تک کا ترجمہ و تفسیر ہے جو ۳۳۴ اوراق پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد میں جو ۳۳۴ اوراق پر مشتمل ہے سورہ طٰہٰ سے آخر قرآن تک کی تفسیر بیان کی گئی ہے دیباچہ میں اس بات کی تصریح ملتی ہے کہ یہ ترجمہ عربی زبان سے نابلد لوگوں کے لیے اور خاص طور پر ہندوستانیوں اور مبتدیوں کے لیے لکھا گیا ہے۔ مزید اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ آپ کے دوست خواجہ محمد امین کے تعاون سے یہ تفسیر عوام میں کافی مقبول ہوئی اور بہت سے مدارس میں داخل نصاب ہوئی۔ کاتب صفی اللہ بن شیخ نصیر اللہ نے تفسیر کے آخر میں مشکل الفاظ کی ایک فرہنگ بھی دیدی ہے جس کے دیباچے میں لکھا ہے کہ تفسیر کے حواشی پر انھیں بہت سے نوٹ عربی و فارسی زبان میں لکھے ہوئے ملے جسے انھوں نے جمع کرکے پڑھنے والوں کے فائدے کے لیے مسودہ یہ مسودہ ترتیب دیدیا ہے۔ کتاب خطِ تعلیق میں ہے اور سنہ کتابت ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۸۷ھ ہے گویا نسخہ شاہ صاحب کی وفات کے بعد کا ہے۔ جسے کاتب نے اپنے پیر محمد عاشق کے حکم پر لکھا تھا اس کے ترجمہ کا آغاز شاہ صاحب نے ۱۱۵۰ھ میں کیا تھا۔ اور اس کی تکمیل ۱۱۵۱ھ میں ہوئی تھی۔ یہ تفسیر متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔

فارسی میں قرآن کے اس ترجمہ کی اہمیت کا اندازہ الیانع الجنی (۷۹) کے اس قول سے ہوتا ہے کہ:

وقد نسج على منواله ابنه عبد القادر في حسن الترجمة الهندية للقرآن اقتباسا من مشكاته ولقد سهل الترجمة من بعد على الناس قدوة به ومن تبعه وهو اول من اتقن هذا ودون اصوله۔[۲]

۴۔ **مقدمہ فتح الرحمن**: یہ اہم مقدمہ آپ کے ترجمہ قرآن "فتح الرحمن" کے ساتھ شامل ہے لیے یہاں ایک علیحدہ رسالے کے طور پر لیا گیا ہے فرق صرف بتایا گیا ہے کہ اس کے اختتام پر ایک دعا شامل کی گئی ہے جسے قاری کو تلاوت قرآن کے بعد پڑھنا چاہیے۔ دعا یہ ہے: "صدق اللہ صدق اللہ العلی العظیم

۱؎ ڈاکٹر مظہر بقا صاحب نے لکھا ہے کہ یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے (ص ۶۶) لیکن محمود احمد برکاتی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ طبع نہیں ہوا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ۲؎ الاعلام ج ۱ ص ۱۴۵۔

وصدق رسوله الکریم الخ کتابت خط تعلیق میں تعداد اوراق آٹھ ہے اور نسخہ ۱۳ ویں صدی کا معلوم ہوتا ہے۔

۵۔ **مصفّیٰ شرح مؤطا**: یہ امام مالک کی مشہور کتاب 'موطا' جو مدینہ کے علماء کے اجماع پر مبنی مسلم قانون اور اس کی تقاریر پر سب سے قدیم دستاویز ہے کی فارسی شرح ہے۔ حاشیہ پر جا بجا نوٹ اور تشریحیں ہیں۔ کتابت پاکیزہ خط نستعلیق میں ہے اور سنہ کتابت ۱۲۰۶ھ ہے کاتب کا نام سید بہادر علی لکھنوی ہے تعداد اوراق ۳۰۲ ہے۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ خدا بخش لائبریری کی توضیحی فہرست میں کتاب کے اخیر میں دیے ہوئے چند تاریخی قطعات کا حوالہ دے کر لکھا گیا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف ۱۱۷۹ھ میں مکمل ہوئی لیکن یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ شاہ صاحب تو ۱۱۷۶ھ ہی میں انتقال فرما چکے تھے۔ دوسرے یہ کہ کتاب کے اخیر میں دیے تاریخی قطعات جن سے ۱۱۷۹ھ / ۱۱۸۰ھ کی تاریخیں نکلتی ہیں، اس کتاب سے متعلق نہیں ہیں کتاب کے اختتام کے بعد کاتب نے تین اوراق میں تین مختلف نوٹ شامل کر دیے ہیں جو اسے کہیں سے مل گئے ہیں۔ پہلا نوٹ شاہ عبدالعزیز کا ہے۔ جس میں انھوں نے موطا کے درس سے فراغت کی تاریخ دی ہے۔ جس درس میں ان کے بھائی شاہ رفیع الدین، خواجہ محمد امین، بابا فضل اللہ شریک درس رہے تھے۔ دوسرا نوٹ شیخ محمد عاشق کا ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ امام مالک کے رسالہ صراط مستقیم و شرح طریق القویم کو شاہ صاحب ترجمہ و ترتیب کے بعد کچھ دوسرے رسائل کے ساتھ شائع کرنا چاہتے تھے کہ معرّیٰ فی شرح الموطا کا مسئلہ درپیش آگیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ انھوں نے اس شرح کا درس دینا بھی شروع کر دیا۔ لہٰذا اس مصروفیت کے باعث یہ کام رہ گیا۔ تیسرا نوٹ خود شاہ ولی اللہ کا ہے جس میں آپ نے خواجہ محمد امین الکشمیری کو چند احادیث مشہور و متداولہ کی سند دی ہے یہ نوٹ کاتب نے جہاں سے نقل کیا ہے اس کی تاریخ کتابت کے تاریخی قطعات بھی نقل کر دیے ہیں۔ جس کو غلطی سے تاریخی تصنیف سمجھ لیا گیا ہے۔

لائبریری میں اس کا ایک اور نسخہ بھی ہے جو کتاب کا نصف آخر ہے اس کا آغاز کتاب البیوع سے ہوتا ہے تعداد اوراق ۲۱۲ ہے۔

۶۔ **ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء**: یہ سنی فقہ پر ایک جامع تصنیف ہے۔ جو فارسی زبان میں

ہے دیباچہ میں شاہ صاحب نے صراحت کی ہے کہ چونکہ ان کے زمانہ میں شیعی فقہ نے خلفاء اربعہ کی خلافت کے سلسلہ میں بہت سے لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس لیے یہ کتاب لکھ کر خلفاء کی اہمیت اور ان کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ پر مبنی ہے کتاب کو دو مقصدوں میں تقسیم کیا گیا ہے، جن کے ذیل میں کئی فصلیں ہیں لائبریری میں اس کتاب کے دو نسخے ہیں۔ دونوں ہی نسخے خط نستعلیق میں ہیں۔ پہلا نسخہ ۵۰۶ اوراق پر مشتمل ہے جس کا کاتب حاجی گل محمد ہے۔ کتابت [illegible] کی ہے۔ دوسرا نسخہ ناقص الآخر ہے اور ۳۸۰ اوراق پر مشتمل ہے اس کتاب کا ایک نسخہ آصفیہ لائبریری میں بھی موجود ہے یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔ مولانا منظور نعمانی نے اس کی اہمیت پر مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی کا قول نقل کیا ہے کہ "اس موضوع پر پورے اسلامی لٹریچر میں ایسی کوئی کتاب موجود نہیں ہے[51]" کشف الغطا کے نام سے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے مجلس علمی ڈابھیل اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرا رہی ہے۔

۷۔ **فوز الکبیر فی اصول التفسیر و فتح الخبیر**: اصول تفسیر پر یہ ایک اہم تصنیف ہے۔ پوری کتاب کو پانچ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ پانچواں باب "در ذکر جملہ صالحہ از شرح غریب قرآن و اسباب نزول آں کہ مفسر را حفظ آں قدر ضرور است و خوض در تفسیر بدون حفظ آں ممنوع و محظور" کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ یعنی اس باب میں قرآن مجید کے مشکل و غریب لغات سہل الفاظ میں حل کیے گئے ہیں۔ اور جا بجا قرآنی آیات کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و مشہور احادیث اور صحابہ کرام کے مستند اقوال سے کی گئی ہے۔ اس باب کو ایک مستقل حیثیت دے کر ایک الگ رسالہ کی صورت دے دی گئی ہے لکھتے ہیں کہ: "ایں باب بخطبہ علاحدہ شروع کردہ شد، تا رسالہ باشد مستقل۔ اگر کسی خواہد جدا نویسد والناس فیما یعشقون مذاہب" چنانچہ اسی رسالہ کا نام آپ نے "فتح المبین بما لابد من حفظہ فی علم التفسیر" رکھا ہے۔

لائبریری میں اس کتاب کے تین نسخے ہیں۔ تینوں خط نستعلیق میں ہیں اور تیرھویں صدی کے معلوم ہوتے ہیں پہلا ۱۳۷ اوراق، دوسرا ۱۱۸ اور تیسرا ۱۸۹ اوراق پر مشتمل ہے۔ تیسرے نسخے کے ورق ۱۷۹ (ب) پر شاہ صاحب نے اپنی دو تصانیف "تاویل الاحادیث" اور "فتح الرحمن" کا حوالہ دیا

---

۵۱ الفرقان، شاہ ولی اللہ نمبر ص ۳۸۶۔

ہے۔ ورق ۱۸۰ ار بالکل سادہ ہے پانچویں باب کا عنوان اور آخری ... ب ہے۔ شاہ صاحب کی یہ کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ پانچویں باب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔

۸۔ **حجۃ اللہ البالغہ**: شاہ صاحب کی یہ معرکہ آرا تصنیف فقہ، حدیث، اخلاق، تصوف، اور فلسفہ پانچوں علوم کا خلاصہ وعطر ہے، گرچہ کتاب کا اصل موضوع فقہ اور حدیث ہی ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کا خیال مکہ میں پیدا ہوا۔ اور آپ کے شاگرد اور دوست شیخ محمد عاشق (شاہ صاحب کے ماموں شیخ عبداللہ کے فرزند) کی درخواست پر دلی میں یہ خیال پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اس کتاب میں آپ نے حدیث وفقہ کے ارتقائی پہلوؤں اور شرعی احکام کے نفاذ کے دلائل کا جائزہ لیا ہے۔

۳۵۷ اوراق پر مشتمل یہ مطلا نسخہ نہایت پاکیزہ نستعلیق میں ہے۔ کتابت ۱۲۴۰ھ کی ہے۔ یہ کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کے طبع شدہ کئی نسخے لائبریری میں موجود ہیں۔ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

۹۔ **المسوی شرح الموطا**: یہ کتاب امام مالک کی مشہور تصنیف موطا کی عربی شرح ہے۔ جس کی فارسی شرح بھی آپ نے "مصفی شرح موطا" کے نام سے لکھی تھی جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ اس شرح میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ ہر حدیث کے ذیل میں متعلقہ حدیث کی مختلف علماء نے جو تشریحیں کی ہیں، انھیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ہر باب میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اختلاف رائے کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ یہ شاہ صاحب کی ۱۱۶۴ھ کی تصنیف ہے۔ لائبریری میں اس کتاب کے دو نسخے ہیں پہلا نسخہ جو ۳۲۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ پاکیزہ نسخہ میں ۱۲۶۵ھ کا ہے اس کے کاتب کا نام القاضی عبدالرحمن بن قاضی اسمٰعیل ہے دوسرا نسخہ ۴۸۷ اوراق پر مشتمل ہے۔ خط نستعلیق میں لکھا ہوا یہ نسخہ ۱۲۶۲ھ کا ہے۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

۱۰۔ **الانصاف فی بیان سبب الاختلاف**: یہ ایک اہم تصنیف ہے۔ جس میں صحابہ، تابعین، محدثین اور فقہا کے درمیان اختلافات کی وجوہ پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب پانچ ابواب پر منقسم ہے۔ چوتھے اور پانچویں باب میں چوتھی اور مابعد کی صدیوں کے فقہا کے مختلف خیالات پر بالخصوص بحث کی گئی ہے۔ ورق ۲۱۸ (ب) پر شاہ صاحب نے اپنے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم (م ۱۱۲۵ھ) کی سند پر امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کے خیالات کا جو فقہ کے تین اصل اصولوں سے متعلق ہیں۔ حوالہ دیا ہے۔

لائبریری میں اس کے چھ[۶] نسخے ہیں۔ پہلا نسخہ ۲۴ اوراق پر مشتمل ہے، خط نستعلیق میں ہے اور نسخہ تیرھویں صدی کا معلوم ہوتا ہے۔ سرورق پر مشتملات کی فہرست بھی ہے کتاب کے آخر میں شاہ صاحب کی تصنیف عقد الجید کے مشتملات کی فہرست بھی دی ہوئی ہے دوسرا، تیسرا، اور چوتھا نسخہ علی الترتیب ۳۹، ۲۷ اور ۵۴ اوراق پر مشتمل ہے۔ سبھی خط نستعلیق میں ہیں اور تیرھویں صدی ہجری کے ہیں۔ پانچواں نسخہ جو ۲۶ اوراق پر مشتمل ہے، خط نستعلیق میں تیرھویں صدی ہجری کا ہی نسخہ ہے۔ اس اعتبار سے قابل ذکر ہے کہ اس کے آخری تین اوراق پر 'وتر' کی نماز کے بارے میں ائمہ اربعہ کے خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ چھٹا نسخہ ۴ اوراق پر مشتمل ہے اور خط نسخ میں ہے۔

یہ کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کا اردو میں 'کشاف' کے نام سے ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

۱۱۔ **عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید**: اجتہاد اور تقلید پر یہ ایک اہم تصنیف ہے۔ شاہ صاحب نے اس میں اس بات پر بحث کی ہے کہ مسلمان کس طرح فقہ کے چار اسکولوں میں بٹ گئے ہیں۔ دوسرے باب میں شاہ صاحب نے مسلمانوں کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ وہ کسی ایک اسکول سے اپنے آپ کو منسلک کرلیں۔ اس کتاب کے لائبریری میں تین[۳] نسخے موجود ہیں۔ تینوں ہی نسخے خط نستعلیق میں تیرھویں صدی ہجری کے ہیں۔ پہلا نسخہ ۱۹ اوراق پر مشتمل ہے اور نیلے حاشیوں کے اندر لکھا ہوا ہے پہلے ورق پر ایک دوسرے خط میں تحریر ہے کہ مصنف کا انتقال ۱۱۸۰ھ میں ہوا، جو ظاہر ہے کہ صحیح نہیں۔ ورق ۲ الف سادہ ہے۔ دوسرا نسخہ ۲۲ اوراق پر مشتمل ہے اور تیسرا ۳۳ اوراق پر، اس نسخہ کے آخری ورق پر تحفہ اثنائے عشریہ (تصنیف شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ کے حوالے درج ہیں)۔ شاہ صاحب کی یہ تصنیف طبع ہو چکی ہے۔

۱۲ **قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین**: یہ ایک مشہور سُنّی تصنیف ہے جس میں پہلے دو خلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے قابل تعریف اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بعد کے دونوں خلفا حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ پر احادیث اور اولیاء کے کلام کی روشنی میں ان کی برتری ثابت کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اس نظریے پر بھی بحث کی گئی ہے کہ ان کی روحیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے نکلی ہوئی روشنی سے مل گئی ہیں۔ دیباچہ

میں مصنف نے صراحت کی ہے کہ یہ کتاب انھوں نے اپنے بھائی خواجہ محمد امین کی درخواست پر لکھی ہے۔

اس مخطوطے کا ایک نسخہ بوہا (بوہار) (نیشنل لائبریری کلکتہ) اور ایک آصفیہ لائبریری میں بھی موجود ہے کتابت خط نستعلیق میں ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں۔ نسخہ تیرھویں صدی کا معلوم ہے۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

۱۳۔ **سطعات**: تصوف پر یہ ایک مختصر لیکن جامع رسالہ ہے، جس میں طلسم الٰہی و اصطلاحات صوفیہ کا ذکر ہے اور تصوف کے رموز و اشارات کی نہایت آسان توضیح ہے۔ یہ رسالہ ۱۶ اوراق پر مشتمل ہے کتابت خط نستعلیق میں ۱۲۶۸ھ کی ہے۔ اس کا ایک نسخہ آصفیہ لائبریری میں بھی موجود ہے یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

۱۴۔ **رسالہ مقدمہ سنیہ فی الانتصار الفرقۃ السنّیہ**: شیعہ فرقے کے جواب میں خاص طور پر اقامت کے مسائل پر یہ ایک اہم تصنیف ہے جابجا قرآن و حدیث اور متقدمین و متاخرین علماء کے اقوال پیش کیے گئے ہیں یہ کتاب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک طبع نہیں ہو سکی ہے ۵۴ اوراق پر مشتمل یہ کتاب ۱۲۶۸ھ کی ہے اور خط نستعلیق میں ہے آغاز کتاب کے ایک یا دو ورق غائب ہیں اس کتاب کا ایک مختصر سا حصہ مولانا مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند کے پاس ہے اور اس کا ایک قلمی نسخہ سعیدیہ لائبریری ٹونک میں بھی محفوظ ہے[1]۔ لائبریری کے نسخے کا آغاز اس طرح ہے

"...... وغلیل صدری لم یذھب بما ذکر من المکتب ..... فتقررنی خاطری ان اظہار مفاسدھم و ابطال مقاصدھم...."

۱۵۔ **مقدمہ فی قوانین الترجمہ**: قرآن مجید کے مترجمین کے لیے قوانین و ضوابط پر مشتمل یہ ایک مختصر رسالہ ہے دیباچہ میں شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ انھوں نے یہ قوانین و ضوابط اس وقت وضع کیے تھے، جب وہ خود قرآن کا فارسی میں ترجمہ کر رہے تھے۔ تیرھویں صدی کا یہ نسخہ ۱۰ اوراق پر مشتمل ہے۔

۱۶۔ **اربعون**: اس مختصر رسالے میں شاہ صاحب نے ایسی چالیس حدیثیں جمع کی ہیں۔

---

[1] بحوالہ کیٹلاگ کتب خانہ سعیدیہ ٹونک، مرتبہ مولانا محمد عمران خان۔

جو انھوں نے اپنے شیخ ابوطاہر المدنی بن شیخ ابراہیم الکردی سے روایت کی ہیں جن کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ لائبریری میں اس کے دو نسخے ہیں۔ پہلا نسخہ سات اوراق پر مشتمل ہے۔ امتیاز کے لیے ہر حدیث کا آغاز لال روشنائی سے کیا گیا ہے۔ اس نسخے کا کاتب محمد داؤد خان ہے۔ اخیر رسالہ میں دعاے تاج اور چند حدیثیں نیز قرآن کی چند آیتیں درج ہیں جن کا مضمون اخلاقیات ہے۔ دوسرا نسخہ چار اوراق پر مشتمل ہے دونوں نسخے خط نستعلیق میں ہیں اور تیرھویں صدی کے ہیں یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

۱۷۔ **رسالہ شاہ ولی اللہ**: یہ ایک مختصر لیکن جامع رسالہ ہے، جس میں شیخ محی الدین ابن العربی کے نظریہ وحدۃ الوجود اور شیخ احمد سرہندیؒ کے نظریہ وحدۃ الشہود کا بھرپور تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے دیباچے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ آپ نے اسمٰعیل بن عبداللہ آفندی کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔ عبداللہ آفندی نے یہ دریافت کیا تھا کہ آیا وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے نظریوں کے درمیان کوئی تطابق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ شاہ صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ دونوں نظریے بنیادی طور پر منفرد ہیں۔ رسالے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ "من العبد الضعیف احمد الموعود بولی اللّٰہ بن عبدالرحیم الدھلوی عفی اللّٰہ عنہ ووفقہ لما یحب ویرضاہ الی آفندی اسمٰعیل بن عبداللہ الرومی ثم المدنی ... امابعد فانی احمد الیکم اللّٰہ الذی...؟"

لائبریری میں اس رسالے کے دو نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخہ ۱۱ اوراق کا ہے اور دوسرا ۹ اوراق کا۔ دونوں ہی تیرھویں صدی ہجری کے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہو سکا ہے۔

۱۸۔ **اعلام الدریب بحدوث بدعۃ المحاریب**: یہ ایک اہم رسالہ ہے جس میں مسجد میں محراب کا ہونا بدعت ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ پر احادیث اور ائمہ کے اقوال کی روشنی میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے اس رسالے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے "الحمد للّٰہ رب العالمین ھذا جزء لطیف سمیتہ اعلام الدریب بحدوث بدعۃ المحاریب لان قوما خفی علیھم کون المحراب فی المساجد بدعۃ وظنوا انہ کان فی المسجد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولم یکن فی زمانہ محراب قط ولا فی زمان الخلفاء الاربعۃ ......؟"

یہ رسالہ ۸ اوراق پر مشتمل ہے خط نستعلیق میں تیرھویں صدی کا نسخہ معلوم ہوتا ہے یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہو سکا ہے اور نہ ہی اس رسالے کا حوالہ ہی کہیں ملتا ہے۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ علامہ سیوطی کا بھی بالکل اسی نام سے ایک رسالہ اسی موضوع پر ہے۔

۱۹۔ رسالہ حسن العقیدہ: اس رسالے میں شاہ صاحب نے اماموں کے سلسلے میں اپنے عقیدے کی وضاحت کی ہے، جو شیعہ حضرات کے اس الزام کے رد میں ہے کہ آپ اماموں کے مخالف ہیں۔

کتاب میں مصنف یا کتاب کے نام کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ لیکن کتاب کے آغاز اور اختتام پر ہمیں اس مجموعہ میں شامل رسائل کی جو فہرست ملتی ہے اس میں اس رسالے کو شاہ عبدالعزیز کی تصنیف قرار دیا گیا ہے لیکن ورق ۵۴ (ب) پر اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ رسالہ 'حسن العقیدہ' شاہ صاحب کی ہی تصنیف ہے[1]۔

یہ کتاب ۱۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ کتابت پاکیزہ نسخ میں ہے۔ تیرھویں صدی ہجری کا نسخہ معلوم ہوتا ہے یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

۲۰۔ القول السدید فی مسائل الاجتہاد والتقلید: یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس کا عام تذکروں میں حوالہ نہیں ملتا اس رسالے میں اجتہاد اور تقلید کے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اس رسالے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: "اللھم ارنا الحق حقا واھدنا لاتباعہ وارنا الباطل باطلا .... امابعد فھذہ تعلیقۃ اذکر فیھا ماحضرنی فی بعض مسائل الاجتہاد والتقلید ....." یہ رسالہ ۷ اوراق پر مشتمل ہے تیرھویں صدی کا نسخہ ہے اور کچھ کرم خوردہ حالت میں ہے یہ رسالہ غالباً طبع نہیں ہو سکا ہے۔

---

[1] خدابخش لائبریری کیٹلاگ میں اس خیال کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس رسالہ کا مصنف شاہ صاحب کا کوئی دوست یا شاگرد ہے اور اس خیال کی بنیاد یہ بتائی گئی ہے کہ 'حدائق الحنفیہ' میں شاہ صاحب کی تصانیف کی فہرست میں اس رسالے کا حوالہ نہیں ملتا اور یہ کہ شاہ عبدالعزیز کی تصانیف کی فہرست میں بھی اس رسالے کا حوالہ نہیں ملتا ہے۔ لیکن ______ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ یہ رسالہ شاہ ولی اللہ کی ہی تصنیف ہے۔ مولانا رحیم بخش (حیات ولی) حکیم محمود احمد برکاتی (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان) اور ڈاکٹر رضوی (شاہ ولی اللہ اور ان کا عہد) نے شاہ صاحب کی تصانیف میں اس کا حوالہ دیا ہے۔

ڈاکٹر مظہر بقا[1] نے لکھا ہے کہ یہ رسالہ شاہ صاحب کی تصنیف نہیں ہے لیکن تصنیف کس کی ہے اس بارے میں کچھ نہیں لکھتے۔ لائبریری میں جو نسخہ موجود ہے اس میں رسالے کے اندر شاہ صاحب کا کہیں نام نہیں ملتا۔ لیکن رسالے کا آغاز جس انداز میں ہوا ہے اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ شاہ صاحب کی ہی تصنیف ہے جو "مسائل اجتہاد اور تقلید" پر ان کی ایک تعلیق ہے اسلوب نگارش اور طریقہ استدلال بھی شاہ صاحب کا ہے۔

یہ رسالہ لائبریری میں ایک مجموعہ کتب میں شامل ہے یہ مجموعہ تین کتابوں پر مشتمل ہے پہلی کتاب شاہ صاحب کی مشہور تصنیف "الانصاف" ہے اور دوسری کتاب یہی تصنیف "القول السدید" ہے اور تیسری کتاب شاہ صاحب کی تصنیف "عقد الجید" ہے کاتب نے تینوں ہی کتب کے بارے میں آغاز کتاب میں لکھا ہے کہ یہ تینوں رسالے شاہ صاحب کی تصنیف سے ہیں۔

۲۱۔ **ہمعات**: یہ زہد و تصوف پر ایک مختصر مگر نہایت جامع رسالہ ہے یہ کل ۳۲ اوراق پر مشتمل ہے کتابت خط نستعلیق میں ہے اور یہ نسخہ ۱۲۶۸ھ کا ہے یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

۲۲۔ **رسالہ نظم صرف میر**: میر سید شریف جرجانی کے مشہور رسالہ "صرف میر" کو شاہ صاحب نے نہ صرف یہ کہ منظوم کر دیا ہے بلکہ اس میں بہت سی اصلاحات بھی کی ہیں اور ان میں اپنی طرف سے بہت کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ یہ رسالہ شاہ صاحب نے اپنے فرزند شاہ عبدالعزیز کے لیے اس وقت لکھا تھا جب انھوں نے صرف کے قواعد پڑھنا شروع کیے تھے اس بات کی صراحت رسالے کے دیباچہ میں کی گئی ہے۔ یہ رسالہ کل ۱۷ اوراق پر مشتمل ہے۔ کتابت ۱۲۵۵ھ کی ہے اور خط نستعلیق میں ہے یہ رسالہ متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔

۲۳۔ **تحریر اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف**: یہ ایک مشہور رسالہ ہے جس میں شاہ صاحب نے اپنے حالات قلمبند کیے ہیں یہ صرف چار اوراق پر مشتمل ہے اور تیرھویں صدی کا نسخہ ہے یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

---

[1] ڈاکٹر مظہر بقا: اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ۔ ص ۷۴۔ ۷۵۔